روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۱۹ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۷ صلح ۱۳۷۰ ہش، ۷ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی راہیں کشادہ ہیں

"آگے بڑھنے کی راہ میں جو روکیں ہیں وہ اپنے نفس کے تکبر کی روکیں ہیں۔ ورنہ خدا کی راہیں کشادہ ہیں۔ جب ان راہوں سے بڑا بن کر انسان وہاں سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے تو گزر نہیں سکتا۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ۔)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"قبرستان میں ایک رُوحانیت ہوتی ہے۔ اور صبح کا وقت زیارتِ قبور کے لئے ایک سُنّت ہے۔ یہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے۔ انسان اس دنیا میں مسافر ہے۔ آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے۔"
(ملفوظاتِ جلد ہشتم صفحہ ۱۶۷)

"ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیئے کہ نری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پُورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالےٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سُستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدے کو پُورا کرے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔"
(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۸۸)

"جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔ جب مَوت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے (جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں) میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دُور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالےٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔"
(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۸۸)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ کی جو تعریف فرمائی ہے اس کا انداز نہایت ہی پیارا ہے اور دنیا کے عام دستور سے بالکل ہٹ کر ہے۔ چنانچہ شروع میں تقویٰ کا بظاہر کوئی ذکر نظر نہیں آتا۔ لیکن یہ مضمون جب اپنے انتہائی مقام کو پہنچتا ہے تو وہاں جا کر پتہ چلتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بیان فرما رہے ہیں۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ میں ایک حدیث ملتی ہے۔ جس میں آپؐ نے فرمایا

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر بولی نہ دو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے باتیں نہ کرو، تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ یاد رکھو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرے گا۔ نہ اسے رُسوا کرے گا، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا، نہ اسے حقیر جانے گا۔

یہ تعلیم دینے کے بعد آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر تین مرتبہ فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ گویا آپؐ یہ بتانا چاہتے تھے کہ تقویٰ کے سرچشمہ سے یہ کلام نکل رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے۔ تقویٰ محض خدا کے فرضی خوف کا نام نہیں۔ تقویٰ ایسی محض نیکی کی اونچی اونچی باتیں کرنے کا نام نہیں ہے، تقویٰ کسی ایسی چیز کا نام نہیں ہے جو دل میں چھپی رہتی ہے اور ظاہر نہیں ہوتی۔ یہ تو اپنوں کو بھی نظر آتا ہے اور غیروں کو بھی لیکن غیروں کو نظر آنے سے پہلے وہ تقویٰ اپنوں کو تو دکھائی دے۔ پس وہ تقویٰ جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ ظاہر نہیں ہو رہا وہ تقویٰ تقویٰ نہیں ہے۔ فرمایا دیکھو میرے دل میں تقویٰ ہے اور اس کے نتیجہ میں یہی اعمال مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور تم لوگ جو تقویٰ کا دعویٰ کرنے والے ہو اگر ان اعمال سے خالی ہو تو پھر یاد رکھو تقویٰ کی باتیں محض ریاء کی باتیں اور دھوکے کی باتیں ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ دوسرے کی طے شدہ بولی سے بڑھ کر بولی نہ دو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے باتیں نہ کرو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱۔ مارچ ۱۹۸۶ء)

اعلان نکاح

عزیزہ سارہ ظہیرہ خان صاحبہ کا نکاح عزیز محمد وسیم الدین صاحب ولد مکرم وسیع الدین صاحب آف تربیلا ڈیم ضلع ایبٹ آباد سے مورخہ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۹۰ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مبلغ چھبیس ۲۶ ہزار روپے حق مہر پر قادیان میں پڑھا۔

عزیزہ سارہ ظہیرہ خان صاحبہ مکرم ظاہر احمد خان صاحب سابق قائد خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی صاحبزادی ہیں۔ جو ۸۔ مارچ ۱۹۸۰ء کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الثالث) کے ساتھ دورانِ سفر کار حادثہ میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت ثابت ہو۔

اسیران راہ مولیٰ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۷۔ صلح ۱۳۷۰ ہش ۷۔ جنوری ۱۹۹۱ء

غور و تدبّر کی اہمیت

دین کو سمجھنے کیلئے اسکی کنہ تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔ صرف سطحی باتوں کو لے کر ان پر عمل کرنا بھی باعثِ برکت تو ضرور ہے کیونکہ اس میں دل کا جو عمل دخل ہے وہ انسان کی زندگی کو سنوارنے کا کام دیتا ہے۔ لیکن اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ جوں جوں انسان دین کی باتوں کو سوچتا ہے اسکی سمجھ میں وہ باتیں بھی آنے لگتی ہیں جو پہلے پوشیدہ تھیں اور جن سے وہ فائدہ نہیں اٹھا رہا تھا۔ ویسے بھی ان باتوں پر سوچنے اور غور کرنے سے انسانی عقل بھی بڑھتی ہے اور سُوجھ بُوجھ میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔

یہ تو ہم سب جانتے ہیں کہ گہرائی میں جانے سے بہت سے راز ہائے سربستہ کھُلتے ہیں اور نئے سے نئی بات معلوم ہوتی ہے۔ اور یہی وہ باتیں ہیں جو انسان کے علم کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہیں۔ اسی لئے تو قرآن کریم نے بار بار انسانوں کو تاکید کی ہے کہ وہ غور کریں۔ جتنا جتنا وہ غور کریں گے اتنا اتنا ہی ان کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ اس دنیا ہی کے مظاہر کو دیکھ لیجئے۔ اُوپر سے کیا نظر آتے ہیں اور جب غور کیا جاتا ہے تو ان کی ماہیت کس طرح کھُل کر سامنے آتی ہے اور انسان کس طرح حیران رہ جاتا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ خدا تعالیٰ کو کھانا کھلایا جائے تو کتنا عجیب لگتا ہے ممکن ہے حقیقت سے ناواقف انسان اسے گستاخی ہی سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ بھی بھلا کھانا کھاتا ہے۔ اور اگر کھاتا ہے تو کیا وہ ہمارے کھانے کا محتاج ہے۔ لیکن اگر اسکی گہرائی میں جائیں تو جیسا کہ ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے خدا تعالیٰ خود قیامت کے دن بعض لوگوں سے کہے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور مَیں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ مَیں بھُوکا تھا تو تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ مَیں ننگا تھا تو تم نے مجھے کپڑے پہنائے۔ مَیں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ مَیں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ جب یہ برگزیدہ لوگ کہیں گے کہ اے خدا تُو تو ان باتوں سے پاک ہے تو خدا تعالیٰ جواب دے گا کہ دراصل میرا فلاں بندہ بھُوکا تھا تو تم نے اسے کھانا کھلایا۔ اور وہ ایسا ہی تھا جیسے مجھے کھلایا۔ اور فلاں بندہ بیمار تھا، ننگا تھا یا پیاسا تھا تو تم نے اسکی حاجت پوری کی اور گویا تم نے میری عیادت کی۔ مجھے پانی پلایا اور مجھے کپڑے پہنائے۔

دیکھا آپ نے سطح کیا تھی اور اسکی گہرائی میں سے کیا نکلا۔ یہی حال باقی ساری باتوں کا ہے۔ سطح پر کچھ اور گہرائی میں کچھ۔ اسی لئے ہمیں غور و فکر کی ضرورت ہے اور گہرائی میں غوطہ لگا کر اصلیت معلوم کرنا ہی ہماری ترقی کا باعث ہے۔ بات ہمارے ہی فائدہ کی ہے کہ غور کریں۔ تدبّر کریں۔ سطح سے نیچے جا کر گہرائی کی کیفیت معلوم کریں۔

رات کو پچھلے پہر محوِ دُعا
آنسوؤں کو تیر کہہ لیتا ہوں مَیں
گر نظر آ جائیں دُھندلے سے نقوش
خواب کی تعبیر کہہ لیتا ہوں مَیں

ابوالاقبال

جو دُور سے آئی ہے صَدا کیسی بھَلی ہے
شائد کہ یہ آغوشِ جُدائی میں پَلی ہے

شعلوں نے مٹائی ہے مری پیاس کی تلخی
سینے میں ہے جو آگ وہ شبنم سے جلی ہے

اشکوں کو بھی دے دیتا ہے زمزم کا تقدّس
ہر ذرّہ ترے ہاتھ میں سونے کی ڈلی ہے

بھُولے سے بھی اُمید کا دامن نہیں چھوڑا
میری تو ہر اک آس ترے گھر میں پَلی ہے

مَیں اور تری یاد سے غافل، یہ غلط ہے
یہ بات محبت ہی سہی مجھ کو کھَلی ہے

عشّاق کی ارزانیٔ خوں جس کا حوالہ
مَیں خُوب سمجھتا ہوں وہی تیری گلی ہے

منزل پہ پہنچنے کی مجھے بھی تو ملے داد
مَیں نے بھی تو چہرے پہ بڑی خاک مَلی ہے

لگتا ہے مری سمت ہے گہنایا ہؤا چاند
دیوار کے اُس پار تو چاندی سی ڈھلی ہے

ہر سمت نسیمؔ ایک ہجومِ نگراں ہے
چُپ چاپ گزر جاؤ یہی بات بھَلی ہے

نسیمؔ سیفی

نادار و یتیم بچوّں کی تعلیم کیلئے شعبہ امداد طلبہ کیلئے عطایا

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے مستحق نادار اور یتیم طلبہ و طالبات کو تعلیمی وظائف دئیے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ مشروط بآمد کے طور پر ہے اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں جماعت کے صاحبِ حیثیت اور مخیّر احباب سے گذارش ہے کہ وہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہِ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

تلقینِ عمل

تمہیں برا تو لگے گا مگر واقعہ یہی ہے کہ عورت سچ بہت کم بولتی ہے۔ اس کے نزدیک اپنے خاوند کو خوش کرنے کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور سچائی کی کم۔ جب اسے پتہ لگتا ہے کہ فلاں بات کے معلوم ہونے پر میرا خاوند ناراض ہوگا تو بھی اس معاملے میں جھوٹ ہی بولتی ہے سچائی سے کام نہیں لیتی کیونکہ وہ ڈرتی ہے کہ اگر میں نے سچ بولا تو میرا خاوند ناراض ہو گا۔ ایکطرف تو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ میں محکوم نہیں مجھے مرد کے برابر حقوق حاصل ہیں اور دوسری طرف وہ مرد سے ڈرتی ہے اگر اس کا مرد سے ڈرنا ٹھیک ہے تو پھر وہ محکوم ہے۔ اسے دنیا کے کسی فلسفے کسی قانون نے آزاد نہیں کیا۔ اور اگر وہ مرد کے برابر حقوق رکھتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ جھوٹ بولے اور اس طرح صداقت پر قائم نہ رہے جس طرح آزاد مرد صداقت پر قائم رہتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے لیکن تمہاری اصلاح کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ تمہیں اپنے دل میں یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ تم آزاد ہو یا نہیں۔ اگر تم آزاد نہیں ہو تو کہو خدا نے ہم کو غلام بنا دیا ہے۔ اور چھوڑو اس بات کو تمہیں مردوں کے برابر حقوق حاصل ہونے چاہیئے اور اگر تم آزاد ہو تو خاوند کے ڈر کے مارے جھوٹ بولنا اور راستی کو چھپانا یہ لغو بات ہے۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی عورت میں کام کرنیکی عادت بہت کم ہے۔ لجنہ بنی ہوئی ہے اور کئی دفعہ میں اسے اس طرف توجہ بھی دلا چکا ہوں مگر ہنوز روز اوّل والا معاملہ ہے۔ تمہیں اپنے کالج کے زمانے میں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ عورت کی زندگی زیادہ سے زیادہ کس طرح مفید بنائی جا سکتی ہے یہ پرانا دستور جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور اب بھی ہے۔ کہ کھانا پکانے کا کام عورت کے ذمے ہے۔ اس میں اب تبدیلی کی ضرورت ہے کیونکہ اسکے نتیجے میں عورت صرف کھانے پینے کے کام کیلئے ہی رہ گئی ہے۔ اسکے پاس کوئی وقت ہی نہیں بچتا جس میں وہ دینی یا مذہبی یا قومی کام کر سکے۔ یوروپ کے مدبّرین نے مل کر اسکا کچھ حل سوچا ہے اور اس وجہ سے انکی عورتوں کا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔ مثلاً یوروپ نے ایک قسم کی روٹی ایجاد کر لی ہے۔ اسے ہمارے ہاں ڈبل روٹی کہتے ہیں۔ یہ روٹی عورتیں گھر میں نہیں پکاتیں بلکہ بازار سے آتی ہے اور مرد اور عورت اور بچے سب اسے استعمال کرتے ہیں مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ بادشاہ کے ہاں کیا دستور ہے آیا اسکی روٹی بازار سے آتی ہے یا نہیں۔ لیکن یوروپ میں ایک لاکھ میں سے ۹۹۹۹۹ یقیناً بازاری روٹی ہی کھاتے ہیں اور اس طرح وہ اپنا بہت سا وقت بچا لیتے ہیں۔ اسکے علاوہ انہوں نے اس قسم کے کھانے پکانے کے برتن (لگن) لگائے ہوئے ہیں جن سے بہت کم وقت میں سبزی اور گوشت وغیرہ تیار ہو جاتا ہے۔ پھر انہوں نے اپنی زندگیاں اسطرح ڈھال لی ہیں کہ عام طور پر وہ ہوٹلوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ یوروپ میں بالعموم چار کھانے ہوتے ہیں۔ صبح کا ناشتہ، دوپہر کا کھانا، شام کا ناشتہ اور رات کا کھانا۔ عام طور پر درمیانی طبقے کے لوگ صبح کی چائے گھر پر تیار کر لیتے ہیں۔ باقی دوپہر کے کھانے اور شام کی چائے وہ ہوٹل میں کھا لیتے ہیں اور شام کا کھانا گھر پر کھاتے ہیں۔ پھر سرد ملک ہونیکی وجہ سے ایک وقت کا کھانا کئی کئی وقت چلا جاتا ہے اور پھر کھانے انہوں نے اس قسم کے ایجاد کر لئے ہیں جنکا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے مثلاً کولڈ میٹ ہے روٹی بازار سے منگوا لی اور کولڈ میٹ کے ٹکڑے کاٹ کر اس سے روٹی کھا لی۔ ہمارے ہاں ہر وقت چولہا جلتا ہے جب تم کالج میں تعلیم حاصل کرنے آئی ہو تو تمہیں یہ بھی سوچنا پڑیگا کہ تم اب اپنی زندگی کس طرح گذارو گے۔ اگر چولھے کا کام تمہارے ساتھ رہا تو پھر پڑھائی بالکل بے کار چلی جائیگی۔ تمہیں غور کر کے اپنے ملک میں ایسے تغیرات پیدا کرنے پڑینگے کہ چولہے پھونکنے کا شغل اگر کم سے کم وقت میں محدود کر دیا جائے مثلاً اسکے لیے ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام رکھ لیا جائے تب بھی اور کاموں کے لیئے تمہارے پاس بہت سا وقت بچ سکتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ تم نوکر رکھ لوگی۔ نوکر رکھنے کا زمانہ اب جا رہا ہے۔ اب ہر شخص نوکر نہیں رکھ سکے گا بلکہ بہت بڑے بڑے لوگ ہی نوکر رکھ سکیں گے کیونکہ نوکروں کی تنخواہیں بڑھ رہی ہیں۔ اور ان تنخواہوں کے ادا کرنیکی متوسط طبقے کے لوگوں میں بھی استطاعت نہیں ہو سکتی۔

جب میں یوروپ گیا ہوں اس وقت تک ابھی نوکروں کی تنخواہیں اتنی زیادہ نہیں ہوتی تھیں۔ تب بھی ہم نے جو عورت رکھی ہوئی تھی اسے ہم ۲۱ شلنگ ہفتہ وار یا ۶۰ روپیہ ماہوار دیا کرتے تھے اور ساتھ ہی کھانا بھی دیتے تھے پھر انکی یہ شرط بھی ہوا کرتی تھی کہ ہفتہ میں ایک دن کی پوری اور ایک دن کی آدھی چھٹی ہو گی۔ ڈیڑھ دن تو اس طرح نکل گیا جس میں گھر والوں کو خود کام کرنا پڑتا تھا۔ آقا بہتیری شور مچاتی رہے کہ کام بہت ہے وہ کہے گی میں نہیں آسکتی کیونکہ میری چھٹی کا دن ہے پھر جتنا وقت مقرر ہوا اس سے زیادہ وہ کام نہیں کرے گی کتنا بھی کام پڑا ہو وہ فوراً چھوڑ کر چلی جائیگی۔ اور کہے گی کہ وقت ہو چکا ہے۔ اور دراصل اس میں انکا کوئی قصور نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انکے اختیار میں ہی نہیں ہوتا کہ زیادہ کام کریں کیونکہ وہاں ہر طبقے کے لوگوں کی انجمنیں بنی ہوئی ہیں۔ کوئی گھر کے نوکروں کی انجمن ہے کوئی قلیوں کی انجمن ہے۔ کوئی انجنوں میں کوئلہ ڈالنے والوں کی انجمن ہے کوئی استادوں کی انجمن ہے۔ ان انجمنوں کی سفارش کے بغیر کسی کو کوئی نوکری نہیں ملتی اگر وہ زائد کام کریں تو انجمن کی ممبری سے انکا نام کٹ جاتا ہے اور پھر انہیں کہیں ملازمت نہیں ملتی۔ ہمیں وہاں مضمون لکھنے کے لئے ایک ٹائپسٹ کی ضرورت تھی۔ دفتر نے ایک عورت اس غرض کیلئے رکھی۔ وہ چیکوسلواکیہ کی رہنے والی تھی اسے ہمارے مضامین پڑھنے کے بعد سلسلہ سے دلچسپی ہو گئی۔ مگر مشکل یہ تھی کہ اسکا وقت ختم ہو جاتا اور ہمارا کام ابھی پڑا ہوا ہوتا۔ بعض دفعہ ہمیں دوسرے ہی دن مضمون کی ضرورت ہوتی اور وہ کہتی کہ میں اب جا رہی ہوں کیونکہ وقت ہو گیا ہے مگر چونکہ اسے ہمارے سلسلے سے دلچسپی ہو گئی تھی اسلئے وہ کہتی میں زائد وقت کی ملازمت نہیں کر سکتی لیکن میں یہ کر سکتی ہوں کہ مضمون ساتھ لے جاؤں اور گھر پہ اسے ٹائپ کروں انجمن والے مجھے گھر کے کام سے نہیں روک سکتے اس وقت میرا اختیار ہے کہ میں جو چاہوں کروں آپ مجھے اس وقت کی تنخواہ نہ دیں میں آپکا کام مفت میں کرونگی یا اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہیں تو بعد میں انعام کے طور پر دے دیں۔ اسطرح وہ مشن کا کام کیا کرتی تھی کیونکہ ڈرتی تھی کہ اگر انہیں پتہ لگا کہ میں ۶ گھنٹے سے زیادہ کہیں کام کرتی ہوں تو وہ مجھے نکال دیں گے اور پھر مجھے کہیں بھی نوکری نہیں ملے گی۔ یہ چیزیں ابھی ہمارے ملک میں نہیں آئیں لیکن جب آئیں تو پھر لوگوں کے لئے بہت مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اب تو وہ پانچ سات روپیہ میں نوکر رکھ سکتے ہیں۔ لیکن جس دن نوکر کی پچاس روپیہ تنخواہ ہو گئی اور ۱۰۰ روپیہ تمہیں ملا تو تم نوکر کہاں رکھو گے۔ آج کل یوروپ میں نوکر کی تنخواہ تین پونڈ ہفتہ وار ہے جسکے معنے آجکل کے پاکستانی روپیہ کی قیمت کے لحاظ سے ۱۲۰ روپے ماہوار کے ہیں اور کھانا بھی ساتھ ہی دینا پڑتا ہے۔ اس زمانہ میں اوپر کے طبقے کی تنخواہیں گر رہی ہیں اور نچلے طبقے کی تنخواہیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ جو شخص سات آٹھ سو روپیہ ماہوار لیتا ہے وہ بھی ملازم نہیں رکھ سکتا۔ صرف ہزاروں روپیہ ماہوار کمانے والا ملازم رکھ سکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایک وقت کا کھانا دو تین وقتوں میں کھا لیا یا ایک وقت ہوٹل میں جا کر کھا لیا اور دوسرے وقت کے کھانے میں کولڈ میٹ استعمال کر لیا اس طرح بہت سا وقت اور کاموں کے لیے بچ سکتا ہے۔ پھر ہمارے یہاں ایک یہ بھی ایک نقص ہے کہ بچوں کو کام کرنے کی عادت نہیں ڈالی جاتی۔ بچے دستر خوان پر بیٹھے ہیں اور شور مچا رہے ہیں کہ امّی نوکر پانی نہیں لاتیں کہ ہم ہاتھ دھوئیں۔ امّی نوکر نے برتن صاف نہیں کئے۔ امریکہ میں ہر بچہ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اپنے کھانے کے برتن کو خود دھو کر رکھے۔ اور اگر وہ نہ دھوئے تو اسے سزا ملتی ہے کیونکہ ماں اکیلی تمام کام نہیں کر سکتی۔ اگر وہ کرے تو اسکے پاس کوئی وقت ہی نہ بچے وہ اس طرح کرتی ہے کہ کچھ کام خود کرتی ہے اور کچھ کاموں میں بچوں سے مدد لیتی ہے۔ غرض یوروپ میں اوّل تو روٹی بازار سے منگوائی جاتی ہے پھر انہوں نے کولڈ میٹ اور اسی قسم کی اور چیزیں ایسی بنا لی ہیں جنکا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ اور بجائے اسکے کہ ہر وقت گرم کھانا کھایا جائے وہ اسی سے روٹی کھا لیتے ہیں پھر ایک وقت کا پکا ہوا کھانا دو وقتوں میں کھا لیتے ہیں اور پھر کام میں بچوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور اس طرح بہت سا وقت بچا لیا جاتا ہے۔ تھوڑے ہی دن ہوئے میں نے ایک لطیفہ پڑھا جو امریکہ کے ایک مشہور رسالے میں شائع ہوا تھا

باقی صـ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

طارق عزیز (عراقی)

ویسے تو ہر وزیر خارجہ کا نام دوسرے وزراء کی نسبت زیادہ ہی لیا جاتا ہے۔ اور شاید اسے اہمیت بھی زیادہ دی جاتی ہے۔ اسلئے کہ اسے اپنے ملک کو ساری دنیا سے متعارف بھی کروانا ہے اور اپنے ملک کی تمام ملکوں کے تعلق ہیں خارجہ پالیسی کی ذمہ داری بھی سنبھالنا ہے۔ لیکن گذشتہ دنوں طارق عزیز جو عراق کے وزیر خارجہ ہیں ان کا نام کچھ زیادہ ہی سامنے آتا رہا ہے۔ امریکہ کے ساتھ عراق کی کویت کے سلسلے میں جس گفتگو کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ اسمیں بھی طارق عزیز ہی کا نام آتا ہے یعنی امریکہ کے وزیر خارجہ جیمز بیکر تو بغداد آکر صدر صدام حسین سے گفتگو کریں اور طارق عزیز عراق کے وزیرِ خارجہ امریکہ جاکر صدر جارج بش سے اس معاملہ پر گفتگو کریں بات خاصی اہم تھی اور طارق عزیز کا نام بار بار آنے سے یہ ساری اہمیت یا اس کی اہمیت کا بہت سا حصہ طارق عزیز کے حصے آتا تھا۔

صدام حسین کیلئے طارق عزیز ایک نہایت اہم شخصیت ہیں وہ ان کی بات سنتے بھی ہیں اور انہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ طارق عزیز جہاں بھی گفت و شنید کریں گے۔ انہیں کی بات کو نہایت مدلل طور پر پیش کریں گے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ طارق عزیز صدام حسین کے اتنے ٹیش میں ہیں کہ بعض اوقات بغیر سوچے سمجھے ایسی بات کہہ دیتے ہیں جو سوسائٹی میں مذاق کا باعث بن جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہو لیکن ایک بات جو اس سلسلے میں بیان کی جاتی ہے یہ ہے کہ صدر صدام حسین اپنے وزراء سے میٹنگ میں مصروف تھے۔ رات بہت زیادہ ڈھل چکی تھی۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ اب میٹنگ کو ملتوی کر دیا جائے اور کل صبح پھر جہاں سے بات چھوڑی ہے وہیں سے شروع کر دی جائے۔ صدر صدام حسین نے اس وقت رات کا وقت پوچھنے کے لئے طارق عزیز سے پوچھا کیا وقت؟ طارق عزیز نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ کل صبح کی میٹنگ کا وقت پوچھ رہے ہیں۔ جواب دیا کہ جب بھی آپ چاہیں۔ یہ بات بھی ایک لطیفے کے طور پر مشہور ہو گئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ طارق عزیز میں بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جنکی وجہ سے صدام حسین انہیں پسند کرتے ہیں اور وہ بھی صدام حسین کے ساتھ ساتھ اس طرح چلتے ہیں۔ جس طرح کسی وزیر خارجہ کو چلنا چاہیئے۔ انگریزی زبان پر انہیں بہت عبور ہے۔ مزاج کے متحمل ہیں اور اگر آپ ان سے ملیں تو آپ محسوس کریں گے کہ یہ وہ شخص ہے۔ جسکے ساتھ اعتماد کی بنیاد پر بات کی جا سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ کے صدر بش نے انہی سے بات کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ صدام حسین سے متعلق جو بات طارق عزیز سے کہی جائے گی وہ نہایت پر اعتماد طور پر انہیں سمجھا سکیں گے۔ اگرچہ یہ گفتگو ہوئی تو نہیں لیکن بہر حال جو کچھ اب ہو چکا ہے اس سے طارق عزیز کی شخصیت اور نکھر کر سامنے آگئی ہے

شاید بہت کم لوگوں کو علم ہو گا کہ طارق عزیز ایک ایسا نام ہے جسے لوگ اسلامی نام کہہ سکتے ہیں۔ اس نام کے باوجود طارق عزیز عیسائی ہیں اور عیسائیوں میں سے بھی عراق کے ایک چھوٹے سے فرقے کیتھولک کے رکن ہیں۔

صدر صدام کے ساتھ ان کے تعلقات اتنے گہرے ہیں کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں کہ جو ریولیوشنری کمانڈ کونسل کے رکن بھی ہوں بعث پارٹی کی علاقائی لیڈرشپ کے ممبر بھی ہوں اور اسکے ساتھ ہی حکومت میں بھی ایک اچھے عہدے پر فائز ہوں چونکہ انکی باتیں عام طور پر دوں کی سمجھ میں آجاتی ہیں۔ اور اسی لئے وہ انہیں پسند بھی کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا صدام حسین کے اتنا قریب ہونا بظاہر کسی کو چبھتا نہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں یہی بہتر ہے کہ طارق عزیز ہی صدام حسین سے بات کریں۔ طارق عزیز تل کیف کے گاؤں میں پیدا ہوئے یہ گاؤں عراق کے شمالی علاقے میں موصل کے قریب ہے اور تکریت جس سے صدام حسین کا تعلق ہے کے ساتھ ان علاقوں میں شامل ہے جس میں ۱۹۵۰ء اور ۶۰ء میں قومی احساس کو ابھارا گیا۔ عراق میں عیسائی اقلیتی لوگ ہیں اور عیسائیوں میں سے بھی ایک فرقہ جسے مزید اقلیتی کہا جاسکتا ہے یعنی کیتھولک فرقہ اس کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔

تل کیف سے ان کے والدین بغداد آگئے اور بغداد میں ان کے والد نے ایک معمولی سے ہوٹل میں بیرے کا کام شروع کر دیا۔ عراق میں بیرے کے کام کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا لیکن یہی وہ بات تھی جس نے طارق عزیز کو اوپر اٹھنے کا حوصلہ دیا انہوں نے پہلے اپنے دل میں احساسِ کمتری محسوس کیا اور پھر اس احساس کو دور کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ اب جہاں تک ان کی فہمای کا تعلق تھا۔ وہ عیسائی بھی تھے اور باپ بیرا بھی تھا اسلئے معاشرے میں ان کو ان دنوں کوئی عزت نہ مل سکی۔ لیکن جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ انہی باتوں کے پیشِ نظر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے زیادہ محنت کی۔ زیادہ کوشش کی اور اپنے تشخص کی حفاظت کا انتظام کیا۔

جہاں تک کویت پر عراق کے حملے کا تعلق ہے۔ طارق عزیز شروع ہی سے اس بات کے قائل ہیں کہ یہ بہت اچھا اور ضروری اقدام تھا۔ چنانچہ وہ اس حملے میں ۱۰۰ فیصدی صدام حسین کے ساتھ رہے۔

صدر صدام حسین نے گذشتہ روز کہا کہ واشنگٹن جس قسم کی غیر متوازن گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ اس کا کوئی جواز نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم ایک متوازن اور درست قسم کی گفت و شنید کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ عراق کا ذکر کرتے ہوئے صدر صدام حسین نے کہا کہ ان کے ساتھ جارج بش نہایت ناروا سلوک کر رہے ہیں۔ اور وہ اس کام میں زیادہ تر عالمی صیہونیت کی مدد لے رہے ہیں۔ وہ ہمارے بچوں کو دواؤں اور دودھ سے محروم کر کے ان کی زندگی خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ انہوں نے یہ سب باتیں ایک ایسے امن پسند گروپ سے کہیں جو پہلے کبھی سامنے نہیں آیا۔ صدام حسین نے یہ بھی کہا کہ جارج بش نے ہماری سرحدوں پر فوجیں لاکر کھڑا کر دی ہیں۔ ایسی فوجیں جنکے پاس مارنے، ہلاک کرنے اور انسانوں کے ارادوں کو شکست میں بدلنے کے سامان موجود ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ہم اپنے جائز حقوق کی بات کریں۔

صدر صدام حسین نے یہ بھی کہا کہ ناانصافی جنگ کو جنم دیتی ہے جہاں تک امن کا تعلق ہے۔ اس کے لئے منصفانہ اور متوازن گفتگو کی ضرورت ہے۔ انہوں نے صدر جارج بش سے پوچھا کہ آخر یہ فوجیں یہاں کیوں لاکر کھڑی کی گئی ہیں۔ کیا وہ تیل کے شیخوں کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا اشارہ جارج بش کی اپنی اور دیگر قوموں کی جنہیں فوجیں بھیجنے کے لئے انہوں نے دعوت دی تھی، طرف تھا۔ تیل کے شیخوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ لوگ قوموں کی گرتی ہوئی کیفیت کے مشابہہ ہیں۔ انہوں نے اپنے تیل کو بچانے کے لئے اِن ساری فوجوں کو دعوت دی ہے۔ وہ دنیا بھر کا روپیہ اکٹھا کر کے اپنے پاس محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ صدر صدام نے کہا کہ اب ہم بیسویں صدی کے اختتام کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت ہزاروں فلسطینی ادھر ادھر منتشر ہو چکے ہیں اور ایسا ہوئے انہیں ۴۰ سال سے بھی زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ یہ سب کچھ اقوامِ متحدہ کی ناانصافی کا نتیجہ ہے۔ اور یہ ناانصافی صیہونیوں کے ساتھ مل کر کی گئی ہے انہوں نے مزید کہا کہ جب تک فلسطینی مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ مشرقِ وسطی کا استحکام ہمیشہ خطرے میں رہے گا۔ جہاں تک عربوں کی جدوجہد کا تعلق ہے اس کا بنیادی مقصد فلسطینیوں کے مسئلے کا حل کرنا ہے۔ یہ بات بھی ہمارے قارئین کے علم میں آچکی ہو گی کہ عراق نے اپنے کئی سفیروں کو مشورے کے لئے بغداد بلایا ہے۔ ان میں اقوام متحدہ، امریکہ سوویت یونین، برطانیہ اور آسٹریا شامل ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان سفیروں سے مشورہ کر کے امن کانفرنس کے لئے کوئی تاریخ مقرر کی جائے گی۔ اور ان سفیروں سے یہ بھی کہا جائے گا کہ وہ اپنی کوششوں کو اور تیز کر کے ان ممالک کے عمائدین کو سمجھائیں کہ خلیج میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی فوجوں کے قیام کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اور اگر خدانخواستہ جنگ کی صورت پیدا ہو گئی تو یہ جنگ ساری دنیا

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

"ڈاکٹر عمرالدین سدھو"

محترم ڈاکٹر عمرالدین صاحب سدھو حال ہی میں ربوہ میں وفات پا گئے۔ ان کی صاحبزادی محترمہ مقبول بیگم سدھو اہلیہ منظور احمد صاحب لندن نے نہ صرف اپنی طمانیت کے لئے بلکہ معاشرے کو وسیع پیمانے پر ایک بہتر گفتار اور کردار کے مالک انسان سے متعارف کروانے کے لئے ان کے اجمالی حالات شائع کئے ہیں۔ کتاب کا نام "ڈاکٹر عمرالدین سدھو" ہے

مقبول بیگم صاحبہ عرض حال میں لکھتی ہیں (اور یہ بات ۸ ستمبر ۱۹۹۰ء کی ہے)

" آج پورے دو ماہ ہوئے ہیں کہ ابی (ڈاکٹر عمرالدین صاحب سدھو) اللہ کے سہارے چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے روزانہ بہشتی مقبرے جا کر ان کی قبر پر دعائیں کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ اے ہمارے رب تو دنیا میں جس طرح ہمارے ابی کو پرورش کرتا رہا اور ہر دن ان کی ترقی کے سامان کرتا رہا اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ان کی جنت میں ترقیات کے سامان بھی کرتے رہنا کہ تو رب العالمین بھی ہے۔

کتاب کا پیش لفظ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے تحریر کیا "مکرم ڈاکٹر عمرالدین صاحب آناً فاناً (داغ مفارقت) دے گئے۔ نہ کوئی علالت دیکھی نہ کوئی نقاہت پلے پڑی۔ بلکہ دم واپسیں تک (جیسا کہ خدا نے چاہا) حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری میں فعال رہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا انجام نصیب ہونے پر ہر کسی کو رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنے خاص سایۂ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر مکرم ڈاکٹر صاحب کا ابتدائی تعارف خاکسار تک جو پہنچا وہ غائبانہ تعارف تھا جبکہ آپ نائیجیریا میں طبی خدمات بجا لا رہے تھے۔ خاکسار کے نسبتی بھائی جو بڑے ہی پیارے اور نہایت مخلص بھائی تھے میری مراد برادرم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سے ہے ان کے ذریعے مکرم ڈاکٹر عمرالدین صاحب کی نسبت بہت سی ایسی باتیں پہنچتی رہیں جو ایک احمدی کا طرۂ امتیاز سمجھنی چاہئیں مکرم ڈاکٹر عمرالدین صاحب کا برادرم (ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب) کی ذات اور فیملی کے ساتھ نہایت شفقت اور خیر خواہی کا سلوک تھا اور ایسے مخلصانہ سلوک کے تذکرے سن سن کر دل میں یہ تمنا رہتی کہ مکرم ڈاکٹر عمرالدین سے کب ملاقات ممکن ہو گی۔ کب ایسے خلیق انسان کا براہ راست تعارف حاصل ہو۔ نائیجیریا میں آپ سرکاری ملازمت سے فراغت کے بعد واقف زندگی کے طور پر گئے تھے۔ کم و بیش بارہ تیرہ سال کا عرصہ وہاں غیر معمولی خدمات سلسلہ بجا لانے کے بعد آپ واپس مرکز سلسلہ ربوہ میں تشریف لائے۔ تو آپ کی خدمت کا سلسلہ منقطع نہ ہوا بلکہ فضل عمر ہسپتال میں بطور ڈاکٹر مخلوق خدا کی خدمت میں معروف ہو گئے۔ اسی دوران آپ کو ربوہ شہر کے لئے حفظان صحت کے تقاضوں کی تکمیل اور تطہیر اور صفائی وغیرہ کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ایک کمیٹی کا صدر نامزد کیا گیا۔ خاکسار بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا۔ اس عرصے میں مکرم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقعہ میسر آیا۔ تو آپ کے بہت سے اوصاف سامنے آئے۔ اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے ایک لگن بلکہ تڑپ جو لمحہ بہ لمحہ آپ کو مصروف اور فعال بنائے رکھتی۔ ربوہ شہر کے گلی گلی، کوچہ کوچہ، آپ ہر جگہ پہنچے۔ قابل اصلاح مواقع کا براہ راست جائزہ اور سروے کرنے کے بعد کام کی منصوبہ بندی کی جاتی۔ مکھی مچھر کی مضرتوں کا مناسب تدارک کر کے ان کا ایک وقت ربوہ میں خاتمہ کر دیا۔ کمیٹی کی میٹنگ میں ہمیشہ دوسروں کی رائے کو بڑی وقعت دیتے اور بے حد احترام سے پیش آتے اور ان خوبیوں کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے کام میں بہت برکت بخشی جاتی۔ بعد ازاں آپ فضل عمر ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے تو دن رات گویا ایک کر رکھا تھا۔ انتظامی معاملات کی بجا آوری میں مشکلات کو بے قابو نہیں ہونے دیا بلکہ بڑے حوصلہ اور استقلال سے قابو پانے کی کوشش کی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کے مفادات اور عوام کی بہبودی اور خیر خواہی کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی کامیاب سعی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان بے شمار اور بے لوث خدمات کا ان کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔

آخری ایام میں جبکہ آپ فضل عمر ہسپتال سے فارغ ہوئے تو خاکسار کا یہ گمان تھا جو بعد ازاں درست ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے واپسی سفر کا شدت سے احساس ہو چکا تھا جس کے لئے آپ نے وصیت کے متعلق امور کی تکمیل لین دین کے معاملات اور ترکہ وغیرہ کے مسائل سلجھانے میں بڑی توجہ دی اور پھر آخر اس اطمینان کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوئے کہ (انہوں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے) کے مصداق ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے مکرم ڈاکٹر عمردین صاحب کو غریق رحمت کرے۔ ان کی بے لوث خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے اور ان کے لواحقین و پسماندگان کو توفیق بخشے کہ (ـــ) کی خوبیوں کو زندہ و جاری و ساری رکھ سکیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے یوں تو زندگی بھر مختلف مقامات پر انسانیت کی خدمت کی لیکن وہ عرصہ یادگار رہے گا جو آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد واقف زندگی کے طور پر گزارا ۱۹۶۸ء میں آپ نے بطور D.M.S ریٹائرمنٹ لی۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۸ء تک آپ نے نائیجیریا میں احمدیہ کلینک اپاپا لیگوس میں خدمت خلق کی۔ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک آپ سیرالیون میں رہے ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۱ء میں آپ نے گیمبیا میں انسانیت کی خدمت کی ۱۹۸۱ سے ۱۹۸۷ء تک فضل عمر ہسپتال میں ڈی۔ ایم۔ او کے طور پر کام کیا۔ ۱۹۸۷ سے ۱۹۸۹ء تک آپ فضل عمر ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر کے عہدے پر متعین رہے اور ۸ جولائی ۱۹۹۰ء کو ۸۲ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

جہاں تک آپ کے کام کا تعلق ہے سب سے پہلے امام جماعت (الثالث) حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا۔

" ہمیں وہاں (افریقہ میں) ایسا ڈاکٹر چاہئے جو ہمیں حساب کے جھمیلوں میں نہ پھنسائے اس وقت تک ان تینوں ڈاکٹروں یعنی کانو میں ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب لیگوس میں ڈاکٹر عمرالدین صاحب سدھو اور یہاں گیمبیا میں ڈاکٹر سعید صاحب نے اس سلسلے میں بھی بہت ہی اچھا نمونہ دکھایا ہے اور ہر مہینے کے آخر میں اپنے مرکزی انچارج کو کہتے ہیں کہ اتنی رقم نٹ سیونگ کی ہے آپ لے لیں۔ یا میں بھجوا دوں۔ اگر اکاؤنٹ کھلا ہوا ہو تو وہ خود وہاں جا کر جمع کروا دیتے ہیں۔ ہم ان سے ایک سرسری سا حساب تو لیتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ فکر نہیں ہوتی کہ یہاں کوئی غیر مخلصانہ اقدام کیا گیا ہو گا۔ وہ اپنی اپنی جگہ بڑے اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔"

آپ کی وفات پر حضرت امام جماعت (الرابع) نے فرمایا۔

" ایک واقف زندگی ڈاکٹر کے طور پر زندگی گذار دی ہے۔ مغربی افریقہ کے ممالک میں آپ کی خدمات غیر معمولی ہیں۔ جماعت سے محبت اور اخلاص کا تعلق مثالی تھا۔ ربوہ میں بھی جس رنگ میں خدمت کی ہے وہ قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد میں بھی یہ جذبہ پیدا فرمائے۔"

مجلس نصرت جہاں نے جو قرارداد تعزیت منظور کی اس میں لکھا کہ محترم ڈاکٹر عمرالدین صاحب ایک نہایت ہی مخلص، دعا گو، تہجد گزار بزرگ تھے اور آپ کا دل ہمدردیٔ خلائق سے لبریز تھا۔ آپ نے افریقہ میں طبی ادارہ جات کی ترقی اور کامیابی کے لئے نہایت ہی محنت توجہ اور انتھک مساعی سے خدمات سرانجام دیں

محترم ڈاکٹر صاحب اپنے متعلق بیان کرتے ہوئے ایک موقعہ پر یوں جذبات تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔

" دوسری بات جو خاکسار اس وقت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے وہ اپنے متعلق ہے۔ جب خاکسار جولائی ۱۹۶۹ء میں نائیجیریا پہنچا تو اس وقت گورنمنٹ نائیجیریا نے گورنمنٹ ٹیچنگ ہسپتال کے پروفیسروں کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت دے دی۔ اپاپا جو کہ لیگوس کا مشہور کمرشل ایریا تھا۔ انہوں نے اپاپا میں اپنے کلینک کھول لئے اور اپنے ماتحت عملہ کے ساتھ بعد ڈیوٹی ٹائم پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی۔ اور لنڈن کلینک وغیرہ کے نام سے کئی کلینک شروع ہو گئے۔ خاکسار کو قدرتی طور پر گھبراہٹ ہوئی کہ میں تو سپیشلسٹ نہیں ان کا مقابلہ کیسے ہو گا چنانچہ ایک تو دوسرا کلینک شام کے وقت کے لئے دوسری جگہ کھولا۔ دوسرے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور میرے لئے دعا کی جا دے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دست شفاء عطا فرما دے۔ حضور کی طرف سے جواب آیا۔ تو جس وقت پرائیویٹ سیکرٹری نے دستخطوں کے لئے حضور کی خدمت میں خط پیش کیا تو حضور نے اپنے دست مبارک سے دستخط کرنے کے ساتھ ہی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ دست شفاء عطا فرمائے اہم بات جو خاکسار بیان کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ جب حضور ۱۹۷۰ء میں دورۂ مغربی افریقہ پر تشریف لے گئے تو ملاقات پر پہلی بات حضور نے یہ کی۔ ڈاکٹر صاحب دست شفاء مل رہا ہے؟ جس سے خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی دعا کے طفیل بہت فائدہ پہنچا۔ اسی دورے میں حضور نے

باقی صـ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد رفیق عالم ۔ چک مراد

جب پاکستان بن رہا تھا

بہاول نگر سے شائع ہونیوالے ایک ہفت روزہ "خاور"، کی اشاعت (۲۱ تا ۲۷ اگست) میں جناب لیاقت علی مرزا کا ایک مضمون "جب پاکستان بن رہا تھا" کے زیر عنوان شائع ہوا ہے۔ جس کی چند سطور بغرض اشاعت پیش خدمت ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"پاکستان بن تو گیا مگر کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ آج ۴۲ سال گذر جانے کے بعد بھی وہ مقاصد حاصل نہیں ہوئے جن کے حصول کیلئے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ ہم آج بھی اسی مقام پر کھڑے ہیں جس مقام پر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو تھے"۔ اسلامی معاشرے کا قیام ہی وہ مقصد تھا جو پاکستان کی اساس تھا۔ ایسا معاشرہ جس میں عدل و انصاف، مساوات، رواداری، اخوت، بھائی چارہ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر .... کا رنگ پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا"۔ آج بھی خواب و خیال کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پاکستان میں حکمران بدلتے رہے۔ ۴۲ سالہ دور میں تقریباً ۸ آٹھ حکمران آئے اور سب نے عوام الناس سے یہی وعدہ کیا کہ وہ پاکستان کو ایک سچی، پائیدار اور مستحکم اسلامی ریاست بنا کے ہی دم لیں گے اور اسی آڑ میں حکومت کرتے رہے انہوں نے عوام ہی کا دم نکال دیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ اب ہم نہ تو عملی طور پر مسلمان ہی رہے ہیں اور نہ ہی پاکستانی بلکہ پنجابی، پٹھان، بلوچ اور سندھی کہلوانا اور بننا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ حقوق غصب کرتے ہیں، چادر اور چار دیواری کا احترام باقی نہیں ہے۔ انسانی زندگی اتنی رائیگاں ہو گئی ہے کہ کفر کا گمان ہوتا ہے اخوت، مواخات، مساوات و سادگی نام کی کوئی چیز ہمارے اس جمہوری معاشرے میں باقی نہیں رہی اور یہ سب کچھ ہمارے رہنماؤں اور سیاست دانوں کا کیا دھرا ہے۔ جو پاکستان کی بجائے علاقائی تعصبات کو اپنے اقتدار کی خاطر ہوا دیتے آرہے ہیں۔

یہاں اس پراپیگنڈے کی تردید بھی ضروری ہے کہ اسلام جمہوریت کا علمبردار ہے چونکہ آج کل مغرب زدہ حضرات نے اس پراپیگنڈہ مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے کہ اسلام جمہوری نظام حکومت کا داعی اور نقیب ہے اور اس میں اس حد تک غلط بیانی اور مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے کہ لوگوں میں عام طور پر یہ غلط فہمی پھیل گئی ہے کہ اسلام کا نظریۂ حکومت مروجہ دور کی جمہوریت کے عین مطابق ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ سفید جھوٹ اور ذہنی غلط فہمی کے سوا کچھ نہیں اگر جمہوریت سے مراد انسانی حقوق کا تحفظ رعایا کی نگہداشت اور سب کے ساتھ یکساں انصاف ہے تو بلا شبہ اسلام اس کا علمبردار ہے اور رعایا کے حقوق کی پاسداری کو فریضۂ دینی قرار دیتا ہے۔ لیکن جمہوریت کی مروجہ قدروں کو جن میں اکثریت کو فیصلہ کن حیثیت دی گئی ہے اسلام ہرگز تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ پاک اور ناپاک کبھی برابر نہیں ہو سکتے خواہ ناپاک لوگوں کی اکثریت کتنی ہی فیصلہ کن حد تک کیوں نہ بڑھ جائے۔

قرآن حکیم کا فرمان ہے کہ انسانوں کی اکثریت ہمیشہ گمراہی کا شکار رہی ہے۔

اسلام اکثریت و اقلیت کی بحث میں نہیں پڑتا۔ اس کے یہاں فیصلہ کا معیار حق ہے۔ اسلام ہر شخص کو اور ہر جماعت کو حق و انصاف کے ترازو میں تولتا ہے۔ اسلام کا نظام حکومت و جمہوریت حق کی اساس پر قائم ہے اور حق وہ ہے جو خدا اور رسول کی رضا کے عین مطابق ہو۔ باطل اپنے ساتھ کیسی ہی عددی اکثریت کیوں نہ رکھتا ہو بہر حال باطل رہے گا۔ اور حق بہر طور حق ہے خواہ اسکے علمبردار معدودے چند ہی کیوں نہ ہوں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کی روح کو سمجھ کر ایک ایسا اسلامی معاشرہ تشکیل دیں جو اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے عین مطابق ہو۔ اسی عہد کے ساتھ ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا اور اب اسی عہد کو ہم بھول چکے ہیں اور اسلام دشمن حلقوں اور قوتوں کی خوشنودی کے لئے اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں اور توانائیوں سمیت شب و روز کوشاں ہیں۔ اللہ اور رسولؐ کی رضا کا ہمیں ذرا بھی خیال نہیں ہے ہم اپنے ذاتی اور علاقائی مفادات کی خاطر خون مسلم اور خون ناحق کو بھی جائز سمجھ کر اس گھٹیا عمل کو کرنے سے بھی گریزاں نہیں ہیں۔"

(منقول از ہفت روزہ "خاور" ۲۱ تا ۲۷ اگست ۱۹۸۹ء)

منصور احمد انجم

تہجد

کسی کو یہ پتہ لگے کہ فلاں جگہ اور فلاں وقت اگر وہ پہنچ جائے تو جو وہ چاہے گا اسے وہی مل جائے گا تو وہ کشاں کشاں دوڑتا ہوا وہاں جائے گا اور خواہ اسے رات کو اٹھ کر سفر کے ذریعہ وہاں پہنچنا پڑے اور خواہ اسے رات بھر لائن میں لگ کر اپنا نمبر لینا پڑے وہ اس کے لئے تکلیف بھی اٹھانے کو تیار ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح اگر کسی کو یقین ہو کہ نبی پاکؐ نے جو یہ بشارت دی ہے وہ بالکل برحق ہے کہ:۔

"ہمارا پروردگار بزرگ و برتر ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ چنانچہ جب پچھلی تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو (خداوند تعالیٰ) فرماتا ہے:۔ کوئی ہے! جو مجھ سے دعا کرے۔ میں اسکی دعا قبول کرلوں۔ کوئی ہے!! جو مجھ سے کچھ مانگے اور میں اسے دوں۔ کوئی ہے!! جو مجھ سے (اپنے گناہوں کی) بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں (بخاری)

تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ پچھلی رات اٹھ کر اپنے مولیٰ کے خزانے نہ لوٹے اور اپنے گناہ نہ بخشوا لے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تہجد کے نوافل پڑھنے بہت مشکل ہیں۔ کیونکہ اس پر کافی وقت صرف ہوتا ہے اور صبح جلدی اٹھنا خاصی ہمت چاہتا ہے۔ حالانکہ ضروری نہیں کہ آٹھ رکعات ہی پڑھی جائیں اور لمبی قرأت ہی کی جائے۔ بلکہ اگر کوئی اسقدر عبادت کرنے سے معذور ہے۔ تو اذان فجر سے قبل صرف دو نفل اور نماز وتر پڑھ لینے سے بھی تہجد ہو جاتی ہے۔ بلکہ اگر باقاعدہ تہجد کے لئے اٹھنے کی مشق نہیں اور خدشہ ہے کہ وتر رہ جائیں گے تو نماز عشاء کے بعد وتر پڑھ لئے جائیں اور تہجد کے وقت صرف دو نفل بھی کافی ہوں گے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں جو زیادہ نہیں وہ دو رکعت ہی پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنیکا موقعہ مل جاوے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور سچے جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل نہ ہو اس وقت ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے"

(الحکم اپریل ۱۹۰۲ء)

رمضان المبارک سے عبادت کا ایک خاص تعلق ہے۔ یہ مہینہ ہماری مشق کے لئے آتا ہے۔ پس چاہیئے کہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر پہلے نماز تہجد میں التزام نہیں کر سکتے تو اب اس کی مشق کی جائے اور اس میں باقاعدگی پیدا کی جائے۔ پہلے قدم کے طور پر دو نفل خواہ مختصر ہی ہوں پڑھ لینے چاہئیں۔ پھر آہستہ آہستہ جب لطف و سرور آئے گا تو خود بخود اسے لمبا کرنے کی توفیق مل جائے گی اور پھر رفتہ رفتہ تعداد رکعات بھی بڑھائی جا سکے گی۔

تہجد تمام نوافل میں سے اعلیٰ ارفع اور سب سے موکد نماز ہے۔ نبی پاکؐ نے اس پر مداومت فرمائی ہے اور حضرت عمر بن العاصؓ کو ہدایت فرمائی کہ "تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو اٹھا کرتا تھا مگر پھر اس نے رات کو اٹھنا ترک کر دیا" (بخاری)

پس چاہیئے کہ رمضان المبارک میں ہم میں سے ہر شخص نماز تہجد کی مشق کرے اور پھر آخری سانس تک اس کو دوام بخشے۔ بچوں کو بالخصوص پیار و محبت سے اسکی مشق کروانی چاہیئے کیونکہ جس کی مشق بچپن میں ہو جائے اس پر قائم رہنا سب سے آسان ہوتا ہے۔ لیکن اس معاملہ میں سختی کسی طرح بھی مناسب نہیں موعظہ حسنہ ہی بہترین نسخہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ ہم سب سے راضی ہو۔

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یہ احمدی مستورات کا فرض ہے کہ دنیا پر ثابت کر دیں کہ باوجود پردہ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہم کسی بھی طرح ترقی کرنے اور نیکیوں کے کرنے سے محروم نہیں رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عائشہ بی بی بنت مکرم ڈاکٹر محمد دلاور خان صاحب
شاہدرہ ٹاؤن لاہور

واقفینِ نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

قدیر احمد طاہر ابن مکرم سردار بشیر احمد صاحب
بی بی پاکدامن لاہور

توحید احمد ابن مکرم ناصر احمد صاحب
اورا تحصیل و ضلع سیالکوٹ

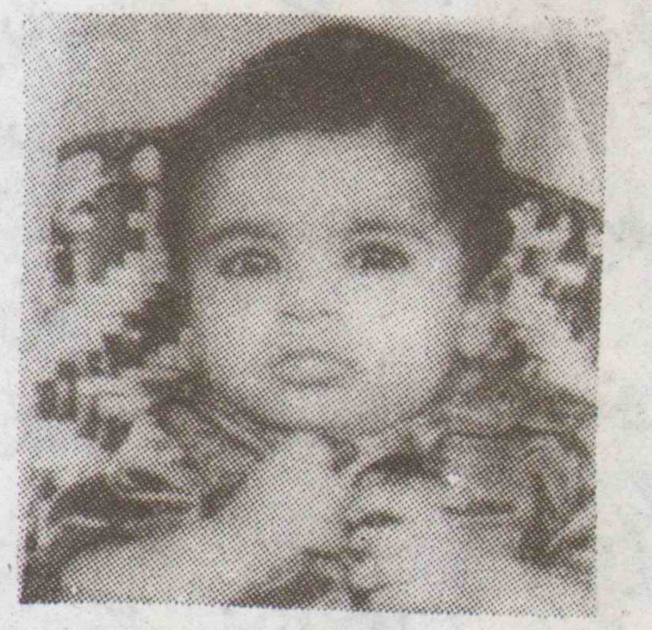

مستنصر احمد طاہر ابن مکرم حمید اللہ صاحب الیکٹریشن
دار النصر غربی ربوہ

مستنصر رضا ابن مکرم حنیف احمد عادل صاحب
دار الرحمت غربی ربوہ

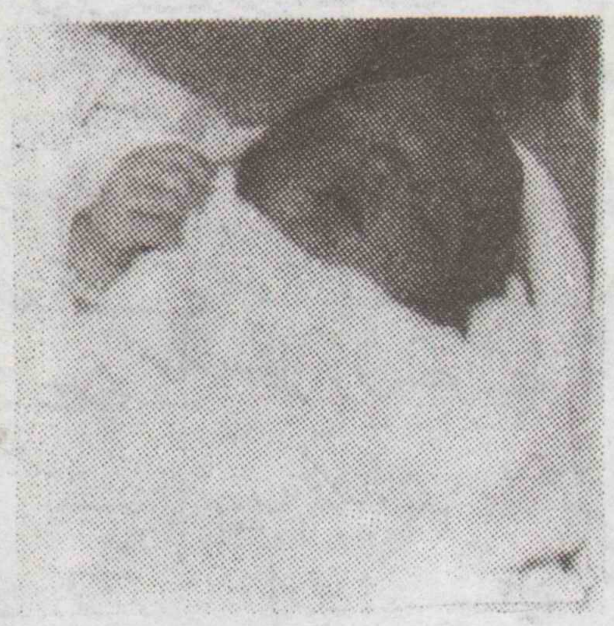

سفیر احمد طارق ابن مکرم سردار نصیر احمد صاحب
مغربی جرمنی

نعمان احمد ابن مکرم محمد عثمان صاحب
میرا بھٹر کا ۔ میرپور آزاد کشمیر

نائز احمد ابن مکرم مبارک احمد صاحب
دار النصر غربی ربوہ

نعمان احمد خان ابن مکرم تشکیل احمد خان صاحب
دار الفضل ربوہ

عدیل احمد ابن مکرم محمد انور رحیمیہ صاحب
کھیوے والی ضلع گوجرانوالہ

سہیل احمد ابن مکرم محمد اکرم صاحب
اورا تحصیل و ضلع سیالکوٹ

منیر احمد طاہر ابن مکرم سردار نصیر احمد صاحب
مغربی جرمنی

احمد لقمان ابن مکرم مختار احمد طاہر صاحب گھمن
۳۶۸/TDA ڈاکخانہ رفیق آباد ضلع لیہ

عرفان احمد ابن مکرم ظہور احمد صاحب
ج ب/۲۶ کلال ضلع فیصل آباد

مغفور احمد ابن مکرم محمود احمد صاحب
گنڈا سنگھ والا ضلع فیصل آباد

حسن احمد فرخ ابن مکرم ملک ناصر احمد قمر صاحب
بوچھال کلاں ضلع چکوال

محمد رضوان ابن مکرم مختار احمد طاہر صاحب گھمن
۳۶۸/TDA ڈاکخانہ رفیق آباد ضلع لیہ

مبائل احمد شاہد ابن مکرم مسعود احمد طاہر صاحب
دار العلوم شرقی ربوہ

کیا آپ کا اور آپ کے بچوّں کا چندہ وقف جدید ادا ہو چکا ہے (ناظم مال وقف جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: ص۵ سے آگے

الٰہی اشارے کے تحت لفرت جہاں سکیم جاری فرمائی۔ میری آخری تقرری سینیگال جوکہ فرنچ کالونی ہے، ہیں حضور نے فرمائی مگر وہاں کی گورنمنٹ نے باوجود وعدہ کے اور باوجود بہت کوشش کے اجازت ابھی تک نہیں دی ہے"۔

کتاب کے کچھ حصے ایسے ہیں جو بطور انٹرویو یا تعارف آپ کی زندگی ہی میں شائع ہو چکے تھے اور کچھ تحریریں ایسی ہیں جو آپ کی وفات کے بعد آپ کے دوستوں اور مداحوں نے آپ سے محبت کا اظہار کرنے کے لئے رقم کی ہیں۔ لکھنے والوں میں مولانا چوہدری محمد شریف صاحب، مولوی غلام باری صاحب سیف، مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری، یوسف سہیل شوق صاحب، محترم ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی مکرمہ مقبول بیگم صاحبہ، مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر، مکرم سلطان احمد صاحب پیرکوٹی، مکرم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب اور ایسے ہی بعض دیگر بزرگ اور دوست اور مداح شامل ہیں۔

نظم کے حصے میں ایک نظم مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب کی ہے اور دوسری مکرم فضل الرحمٰن صاحب بسمل کی۔

انگریزی حصے میں آپ کی ڈگریوں اور سرٹیفکیٹس کی نقول کے علاوہ نائیجیریا جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا۔ الوداعی سپاسنامہ بھی شامل ہے۔ یہ سپاس نامہ مکرم محمد بی اے امین صاحب کا لکھا ہوا ہے اور اس میں محترم ڈاکٹر صاحب کی نمایاں خوبیوں کا ذکر ہے۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ کتاب کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے لیکن کتاب میں یہ بات ضرور درج ہے کہ اس کی ناشرہ محترم ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی مقبول بیگم ہیں۔

(ن۔ س)

بقیہ: ص۴ سے آگے

کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ امریکہ سے تو صدر صدام پہلے ہی یہ کہہ چکے ہیں کہ جنگ کے شروع ہوتے ہی جب پانچ ہزار امریکی فوجی کفنائے جا کر امریکہ پہنچیں گے تو صدر بش اس جنگ سے ہاتھ اٹھالیں گے۔ خدا کرے کہ جنگ کی نوبت کبھی نہ آئے۔ اور یہ سارا معاملہ انصاف کے ساتھ اور متوازن طریق پر حل ہو جائے۔

بقیہ: ص۳ سے آگے

اور جس سے ان لوگوں کے کیریکٹر پر خاص طور پر روشنی پڑتی ہے۔ ایک باپ کہتا ہے کہ میری سمجھ میں یہ بات کبھی نہیں آئی کہ میرے بچوں کو کبھی کبھی بھول جاتا ہے کہ آج سکول جانا ہے۔ کبھی یہ بھی بھول جاتا ہے کہ ہم نے اپنے برتن صاف کرنے ہیں۔ کبھی یہ بھی بھول جاتا ہے کہ ہم نے اتنے بجے سونا ہے۔ لیکن اگر کبھی ہنسی میں اپنے بچوں سے کوئی وعدہ کیا ہوا ہوتا ہے اور اس پر پانچ سال بھی گذر چکے ہوں تو وہ انکو نہیں بھولتا۔

اس مثال سے انکے کیریکٹر کا پتہ لگتا ہے کہ وقت پر سونا، وقت پر سکول جانا وقت پر کپڑے بدلنا اور کھانے کے برتن دھونا یہ سب بچوں کو سکھایا جاتا ہے۔

(خطاب ۱۴ جون ۱۹۵۱)

آپ خدمت دین کرنا چاہتے ہیں؟
تو بطور معلم وقف جدید اپنی خدمات پیش فرمائیں۔
ناظم ارشاد۔ وقف جدید

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
اوقات کار: ۳۔۱/۲، شام تا ۷ بجے
ڈینٹسٹ۔ رانا مدثر احمد

خبریں

ملکی خبریں

○ اسلام آباد میں کشمیری مظاہرین نے بھارتی سفارتخانے کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا اور سفارتخانے کو ایک یادداشت پیش کی۔ اس موقعہ پر پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا۔

○ سیالکوٹ اور نارووال کے ضمنی انتخابات میں پی ڈی اے کے امیدوار آئی جے آئی کے امیدواروں کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

○ پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر نے الزام لگایا ہے کہ ان امیدواروں کو یرغمالی بنا کر زبردستی دستبردار کروایا گیا ہے۔

○ عوامی نیشنل پارٹی کے سربراہ عبدالولی خان نے اپنی پارٹی کی قیادت جاری رکھنے سے انکار کر دیا ہے اور پارٹی رہنماؤں سے کہا ہے کہ آئندہ انتخابات میں وہ کسی اور کو منتخب کر لیں۔

○ کوئٹہ میں سنگتروں سے بھری ہوئی ایک ٹوکری سے چھ دستی بم برآمد ہوئے۔ ایک محب وطن شہری کی بروقت اطلاع پر پولیس نے بم برآمد کر کے بڑی ممکنہ تباہی سے بچا لیا۔

○ گوجر خان کے قریب سڑک کے ایک حادثہ میں ملوث بس ڈرائیور نے قصاص و دیت کے قانون سے خوفزدہ ہو کر گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لی۔ پولیس اسے تلاش کرتی ہوئی اس کے گھر پہنچی تو وہاں اس کی لاش لٹک رہی تھی۔

○ وفاقی وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ بجلی کی پیداوار اور تقسیم کے سلسلہ میں آئی ایم ایف کی شرائط کو نظرانداز کر دیا جائے۔ صنعتی زون کو بجلی پیدا کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔

○ پنجاب میں خواتین کی الگ یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ ابھی تک تعطل کا شکار ہے۔ کیونکہ محکمہ تعلیم مجوزہ یونیورسٹی کے لئے جگہ کے انتخاب میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ صوبائی وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ حکومت اسی سال خواتین یونیورسٹی شروع کرنا چاہتی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراقی حکومت نے یورپی برادری کی طرف سے بات چیت کی پیشکش مسترد کر دی ہے۔ گذشتہ روز یورپی برادری نے عراقی وزیر خارجہ کو دعوت دی تھی کہ وہ امریکی وزیر خارجہ سے سوئٹزرلینڈ میں مذاکرات کے بعد اگلے روز لکسمبرگ میں یورپی برادری کے وزراء خارجہ سے بھی خلیج کی صورتحال پر گفتگو کریں۔

○ سلامتی کونسل کی طرف سے عراق کو دی گئی ۱۵ جنوری کی ڈیڈ لائن کے اگلے روز یعنی ۱۶ جنوری کو مکمل سورج گرہن ہوگا۔ بعض نجومیوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ مکمل سورج گرہن موت اور تباہی کا نشان ہوتا ہے۔

○ روس کا سالیوٹ ۷ نامی خلائی سٹیشن ۱۰ اور ۱۱ فروری کو واپس زمین پر گرے گا۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ بے قابو خلائی سٹیشن جو اپنی کارکردگی کی مدت پہلے ہی پوری کر چکا ہے کسی آبادی والے علاقے میں نہیں گرے گا۔

○ امریکہ اور عراق میں مجوزہ مذاکرات سے خلیج کے بحران کے پرامن حل کی امید پیدا ہونے کے ساتھ تیل کی قیمتیں گرنا شروع ہو گئی ہیں۔ لندن میں تیل ۲۵۔۲۵ ڈالر فی بیرل تک فروخت ہوا جبکہ ستمبر میں ۴۰ ڈالر تک قیمت پہنچ گئی تھی۔

○ برطانیہ میں ائیربس کمپنی ایک ایسے دیوقامت طیارے پر کام کر رہی ہے جس میں آٹھ سو مسافروں کی گنجائش ہوگی اور جو لندن اور سنگاپور کے درمیان بغیر رکے سفر کر سکے گا یاد رہے کہ ابھی تک سب سے زیادہ گنجائش والا جہاز بوئنگ ۷۴۷ ہے جس میں ۵۰۰ مسافر سفر کر سکتے ہیں۔

آپ کا اپنا کمپوزنگ سنٹر ـــــ کتب، رسالہ جات، میگزین کی اردو انگلش کمپوزنگ بذریعہ کمپیوٹر اعلیٰ کوالٹی میں کروانے کیلئے تشریف لاویں
٭ پابندیٔ وقت ہمارا نصب العین ہے
سلور لنک کمپوزنگ سنٹر
رضیہ محل ۲/۲ رائل پارک۔ لاہور فون: ۸۶۹۸۸۷
ربوہ میں رابطہ:۔
انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس
فون: ۳۴۳